مکتوبِ بخاری

بنام شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

''یا حبیبی''! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہفتہ بھر پہلے' آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ ساتھ میں عید کارڈ بھی۔ یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ کتنی خوشی ہوئی۔ بس وہی بات ہے:

''سانبھ سانبھ رکھیاں نے تیریاں نشانیاں''

عید کارڈ کی عبارت اور ڈیزائن نے 'لفافے سے نکل کر' دل کے ایک خانے میں جگہ بنالی ہے۔ ''جیسے تصویر لگادے کوئی دیوار کے ساتھ'' گہرے تاریک پس منظر میں سے دمکتا (......اور 'مہکتا') نیلا گلاب اور اُس پر I'm Blue without you کا عنوان! ہاں! It really made me feel blue! ۔ یہ رنگ، یہ پھول، یہ نخادر ے...... یہ بھی ایک دنیا ہے۔ احساسات اور اُن کے ابلاغ کی دنیا! یہاں میرے کمرے میں' ایک کیلنڈر ١٤٢٣ھ (یہ میں نے ''مقامی رسم الخط'' میں 1423ء لکھا ہے) کا لٹکا ہے۔ سعودی عریبین ایئر لائنز' کا۔ شعبان/ رمضان (نومبر) کے صفحے پر جو تصویر ہے' وہ زندگی کی ایک قیمتی متاع بن چکی ہے۔ بظاہر اس میں کچھ بھی نہیں مگر' نہیں بتایا جاسکتا کہ اس میں کیا کچھ ہے۔ سنیے! ایک مشکیزہ' ایک مٹی کا پیالہ (پانی سے بھرا ہوا!) اور تنکوں کی ایک چھوٹی سی ٹوکری کھجوروں سے بھری ہوئی۔ نیم تاریک پس منظر میں' کہیں اوپر سے کچھ روشنی' ان تینوں چیزوں پر یوں پڑ رہی ہے کہ بوسیدہ چٹائی (بلکہ چادر) پر ان تینوں چیزوں کے سائے بھی واضح نظر آتے ہیں۔ ڈھلتی شام کا احساس' ایک اتھاہ گھمبیرتا کا احساس......صرف رنگ سے' روشنی سے اور سائے سے یوں پیدا ہوتا ہے کہ آدمی پلک جھپکنا بھول جائے۔ زندگی کی' تہذیب کی اور تاریخ کی کتنی ہی علامتیں' کتنی ہی حقیقتیں......اس تصویر میں دیکھتا اور پہچانتا ہوں!......روزانہ!

وہ میرے عید کارڈ کا یہاں سے ارسال نہ ہوسکنا' ایسا غیر متوقع ''سانحہ'' ہے کہ کیا عرض کروں؟ بے مروتی کا تو خیال بھی دل میں نہ لائیے گا' البتہ بدحواسی کے پورے نمبر دیئے جانے چاہئیں۔ میں نے یہ 'بکھیڑا' خواہ مخواہ میں اتنا بڑھالیا کہ ''شراب سیخ پہ ڈالی' کباب شیشے میں'' والا معاملہ ہوا۔

ایک خط' یہاں پہنچتے ہی میں نے والدہ ماجدہ کے نام لکھا تھا۔ کچھ ابتدائی احوال کی تفصیلات لکھی تھیں۔ شاید صبیح الحسن نے آپ کو پڑھوایا ہو۔ الحمدللہ' مجموعی طور پر خیریت ہے۔ ''نقیب' اب مجھے ملا کرے گا۔ ''خطباتِ شورش'' کی طباعتی پیش رفت سے ہمیں بھی دلچسپی ہے۔ اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں۔ یہاں میرے اوّلین میزبان' قاری علی زمان صاحب

تھے۔ یہ مانسہرہ کے ہیں۔ مہینہ بھر ان کا مہمان رہا۔ پھر ان کے بالکل قریب ایک سید صاحب سے کرایہ داری کا ساجھا ہوگیا۔ قاری صاحب ہی کے توسط سے! نام ہے ان کا حمید شاہ۔ (عبدالحمید شاہ کہیں تو وہ اس کی "تصحیح" کرتے ہیں)۔ بزرگ آدمی ہیں۔ بھلے آدمی ہیں۔ سترہ اٹھارہ سال سے یہاں ہیلتھ انسپکٹر ہیں۔ حیدرآباد دکن کے ہیں۔ قاری علی صاحب کے بچے سال میں دو چار ماہ کے لیے کبھی آجاتے ہیں ورنہ باقی ایام آزادی، خودی مختاری، خود انحصاری اور "ذاتی سلامتی" کے گوناگوں فوائد سمیٹنے میں گزرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ بس اتفاقاً ہی...... قاری صاحب کے یہاں انہی کے ہم قبیل لوگوں نے ایک "حلقۂ طعام" (Mess) تشکیل دے دیا ہے۔ ایک صاحب بلدیہ میں معاون انجینئر آب رسانی ہیں۔ ایک دوسرے صاحب موٹر مکینک ہیں۔ ایک اور صاحب مدرس قرآن ہیں۔ چوتھے حمید شاہ صاحب اور پانچویں قاری علی زمان! یہ سب شادی شدہ "کنوارے" ہیں۔ چھٹا یہ خاکسار...... روٹی بازار سے۔ سالن قاری علی صاحب کے ہاتھ کا پکا ہوا! حساب...... ماہ بماہ! شعر سنیے

لنگر سے روٹی لیتے ہیں پانی سبیل سے
اچھی گزر رہی ہے دلِ خود کفیل سے
دنیا مرے پڑوس میں آباد ہے مگر
میری دعا سلام نہیں اس ذلیل سے

جدہ میں محمد مختار علی اور عزیز الرحمٰن سنجرانی صاحب سے فون پر بات ہوتی رہتی ہے۔

یاد آیا...... آپ نے غالباً نئے سال (2003) میں 'مارچ تک' ملازمت سے کنارہ کشی تجویز کر رکھی تھی۔ کیا وہ ارادہ موجود و قائم ہے؟ اس سے آگے کی مشغولیت کیا ہوسکتی ہے؟ ضرور بتلائیے گا۔

برادرم ادیب الرحمٰن کو سلام! محمود صاحب کو بھی۔ "عون اینڈ برادرز" کیسے ہیں؟ دفتر میں پرویز صاحب اور دیگر احباب کو سلام عرض کر دیں۔

والسلام

محتاج دعا

ذوالکفل بخاری

اُملج (سعودی عرب) یکم جنوری 2003ء